ازعدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 5 دسمبر 1952

سیسر کمار دتہ

بنام

سٹیٹ آف ویسٹ بنگال

یونین آف انڈیا۔ مداخلت کار۔

[چیف جسٹس پتنجلی شاستری، مکھرجی، چندر شیکھر ائر، ویوین بوس اور غلام حسن جسٹس صاحبان]

ضروری رسد (عارضی اختیارات) ایکٹ، 1946، دفعہ 4-آئین ساز اسمبلی کی قرارداد کے ذریعے قانون میں 31 مارچ 1951 تک توسیع-جوازیت-آئین ساز اسمبلی کے اختیارات -بھارت (مرکزی حکومت اور قانون سازیہ) ایکٹ، 1946، دفعات 4، A-4 -بھارت (عبوری آئین) حکم، 1947-آئین ہند 1950، آرٹیکلز 372، 379، (1)394.

ضروری رسد (عارضی اختیارات) ایکٹ، 1946، ایک عارضی ایکٹ جسے اس کی پہلی میعاد ختم ہونے کی تاریخ کے بعد وقتاً فوقتاً ایک وقت میں ایک سال کے لیے بڑھایا جا رہا تھا، کو آئین ساز اسمبلی (قانون ساز) کی طرف سے 20 دسمبر 1949 کو منعقدہ اجلاس میں منظور کردہ قرارداد کے ذریعے 31 مارچ 1950 سے بڑھا کر 31 مارچ 1951 کر دیا گیا۔ اپیل کنندہ جسے 24 اکتوبر 1950 کو ایکٹ کے تحت کیے گئے جرم کے لیے سزا سنائی گئی تھی، نے دلیل دی کہ آئین ساز اسمبلی کو آئین کے دفعہ 379(1) کی توضیعات کے پیش

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

نظر ایکٹ میں توسیع کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے، اور یہ کہ کسی بھی صورت میں اسے ایکٹ کی مدت کو 26 جنوری 1950 سے آگے بڑھانے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

حکم ہوا کہ: یہاں تک کہ یہ فرض کرتے ہوئے کہ دفعہ 379 (1) کے تحت عارضی پارلیمنٹ 26 نومبر 1949 سے کام کرنے کا ارادہ رکھتی تھی، نہ کہ 26 نومبر سے۔ جنوری 1950، چونکہ آئین ساز اسمبلی کا وجود 26 جنوری 1950 تک جاری رہنا تھا، اس لیے اسے برطانوی پارلیمنٹ کے بھارت (مرکزی حکومت اور قانون سازیہ) ایکٹ، 1946 کے ذریعے ایک نامزد ادارے کے طور پر دیا گیا اختیار، جیسا کہ بھارت (عارضی آئین) آرڈر، 1947 کے ذریعے اپنایا گیا تھا، 20 دسمبر 1949 کو جائز طور پر استعمال کیا جا سکتا تھا، اور اس طرح اس کا استعمال اس تاریخ کو قرارداد منظور کرتے وقت کیا گیا تھا۔ عبوری پارلیمنٹ ایک ایسا ادارہ نہیں تھا جو 1946 کے انڈیا ایکٹ کی دفعہ 4 میں بیان کردہ مدت میں توسیع کی منظوری دینے کے خصوصی اختیارات کا استعمال کرنے کا مجاز تھا کیونکہ یہ عبوری پارلیمنٹ کو آئین کے ذریعہ تفویض کردہ اختیارات میں سے ایک نہیں تھا، اور نہ ہی 26 نومبر کو عبوری پارلیمنٹ کو وجود میں لا سکتا ہے۔ 1949ء کو دستور ساز اسمبلی کی جانب سے 1946 کے انڈیا ایکٹ کی دفعہ 4 کے تحت کی گئی "دیگر شق" کے طور پر سمجھا جائے۔

مزید حکم ہوا کہ: ایکٹ کی مدت 26 جنوری 1950 سے آگے بڑھانے کی قرارداد غلط نہیں تھی، کیونکہ یہ فوری طور پر نافذ ہوئی تھی نہ کہ یکم اپریل 1950 کو، جب پچھلی توسیع کی میعاد ختم ہوئی تھی۔ اس کے مطابق قرارداد کی وجہ سے توسیع کی گئی مدت کے ساتھ یہ ایکٹ ایک ایسا ایکٹ تھا جو آئین کے آغاز سے فوراً پہلے نافذ تھا لہٰذا اسے دفعہ 372 (1) اور وضاحت III کے ذریعے محفوظ کیا گیا تھا۔

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: 1951 کا مقدمہ نمبر 275۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کلکتہ میں نظام عدلیہ کی عدالت عالیہ (داس گپتا اور مکھرجی جے جے) کے 11 اپریل 1951 کے فیصلے اور حکم نامے سے آئین ہند کے آرٹیکل 132 (1) کے تحت اپیل 23 نومبر 1950 کے پریزیڈنسی مجسٹریٹ، آٹھویں عدالت، کلکتہ کے 23 نومبر، 1950 کے حکم سے پیدا ہونے والے فوجداری نظر ثانی مقدمہ نمبر 1028 میں کی گئی ہے۔ 1950 کے پی آر مقدمہ نمبر 2107 میں۔

اپیل کنندہ کے لیے این سی چکرورتی۔

بی۔ سین جواب دہندہ کے لیے۔

ایم سی سیتلواڈ، اٹارنی جنرل برائے ہندوستان (پی اے مہتا، ان کے ساتھ)، مداخلت کرنے والے کی طرف سے۔

5.1952 دسمبر۔ عدالت کا فیصلہ جسٹس بوس نے سنایا۔

یہ آئین کے آرٹیکل 132 (1) کے تحت ایک اپیل ہے۔ کلکتہ کی عدالت عالیہ نے اپیل کی اجازت دے دی تھی۔

اپیل کنندہ کو ضروری رسد (عبوری اختیارات) ایکٹ 1946 کی دفعہ 7(1) کے تحت ایک جرم کے لیے مجرم قرار دیا گیا تھا جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ 24 اکتوبر 1950 کو انجام دیا گیا تھا۔ (1) کنٹرول شدہ شرح سے زیادہ کپڑا فروخت کرنے کے لیے اور (2) کیش میمو جاری نہ کرنے کے لیے۔ یہ سزا تین ماہ کی سخت قید اور 200 روپے کا جرمانہ تھی، ڈیفالٹ میں مزید تین ماہ کے ساتھ۔ مقدمے کی سماعت کلکتہ کے 8 ویں پریذیڈنسی مجسٹریٹ کے سامنے ہوئی جس نے ایک خلاصہ انتظام اپنایا۔

عدالت عالیہ کے سامنے نظر ثانی کی درخواست تھی لیکن اسے مسترد کر دیا گیا۔ اس کے بعد اس عدالت میں اپیل کرنے کی اجازت کے لیے درخواست دائر کی گئی۔ اسے اس بنیاد پر منظور کیا گیا تھا جو اصل عدالت میں یا عدالت عالیہ کے سامنے نظر ثانی میں نہیں لیا گیا

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

تھا، یعنی کہ 1946 کا ضروری رسد ایکٹ جس کے تحت اپیل کنندہ کو مجرم قرار دیا گیا تھا، 24 اکتوبر 1950 کو نافذ نہیں تھا، اور اس لیے اس کے تحت کوئی سزا نہیں ہو سکتی تھی۔

اس ایکٹ کے جواز کو جوی لال اگروالا بمقابلہ ریاست ([1]) میں چیلنج کیا گیا تھا لیکن اس عدالت نے فیصلہ دیا کہ یہ ایکٹ 31 مارچ 1950 تک درست تھا، جو کہ اس معاملے سے متعلق تاریخ پر ایکٹ کی مدت تھی۔ یہ وضاحت کرنا ضروری ہے کہ یہ ایکٹ ایک عارضی ایکٹ ہے اور اس کی عمر اس کی پہلی میعاد ختم ہونے کی تاریخ کے بعد وقتاً فوقتاً ایک وقت میں ایک سال کے لیے بڑھا دی گئی ہے۔ پچھلے مقدمے کی تاریخ میں تازہ ترین توسیع 31 مارچ 1950 تک تھی۔ اس لیے ہم اس موقف سے شروعات کرتے ہیں کہ یہ ایکٹ اس تاریخ تک ایک اچھا ایکٹ تھا۔

20 دسمبر 1949 کی ایک قرارداد کے ذریعے اس ایکٹ کو مزید 31 مارچ 1951 تک بڑھا دیا گیا۔ یہ وہ توسیع ہے جس سے ہمارا تعلق ہے اور جسے اب چیلنج کیا گیا ہے، دلیل یہ ہے کہ اس تاریخ کو کوئی قانون ساز ادارہ موجود نہیں تھا جو ایکٹ کی عمر کو ایک اور سال تک بڑھانے کے قابل ہو۔ قرارداد کا تعین کرنے والا گزٹ نوٹیفکیشن درج ذیل شرائط میں ہے:

"نئی دہلی، 22 دسمبر 1949۔

نمبر ایف-7 ڈبلیو ایل (1) 47-20 دسمبر 1949 کو آئین ساز اسمبلی (قانون ساز) کے اجلاس میں منظور کی گئی مندرجہ ذیل قرارداد عام معلومات کے لیے شائع کی گئی ہے:

بھارت (مرکزی حکومت اور قانون سازیہ) ایکٹ، 1946 کے دفعہ 4 کی شق کے مطابق، جیسا کہ بھارت (عبوری آئین) آرڈر، 1947 کے ذریعے اپنایا گیا ہے، اس اسمبلی نے مذکورہ ایکٹ کے دفعہ 2 اور 3 میں مذکور مدت کو اپریل 1950 کے پہلے دن سے شروع ہونے والے بارہ ماہ کی مزید مدت کے لیے بڑھانے کی منظوری دی ہے۔

یہ دیکھنا ہو گا کہ اس قرارداد کو منظور کرنے والے ادارے کے پاس قانون میں توسیع کرنے کا اختیار تھا یا نہیں۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

جوئیلال اگروالا بمقابلہ ریاست ([1]) کے فیصلے کی وجہ سے یہ قبول کیا جا سکتا ہے کہ آئین ساز اسمبلی کو 25 فروری 1948 کو اور پھر 23 مارچ 1949 کو لازمی رسد کے قانون میں مسلسل دو بار توسیع کرنے کا اختیار حاصل تھا۔ لہذا، واحد سوال یہ ہے کہ کیا کسی جسم کے پاس یہاں تاریخ کے مواد پر یہ اختیار برقرار رہا۔

جن توسیعات کا ابھی حوالہ دیا گیا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔ آئین ساز اسمبلی نے بھارت (مرکزی حکومت اور قانون سازیہ) ایکٹ 1946 کے دفعہ A-4 سے مذکورہ قرارداد کو منظور کرنے کا اختیار حاصل کیا۔ یہ برطانوی پارلیمنٹ کا ایک قانون تھا جس نے اصل میں برطانوی ایوانوں کو دفعہ 4 کے ذریعے مقرر کردہ مدت میں توسیع کی قرارداد کے ذریعے منظوری دینے کا اختیار دیا تھا۔ بعد میں، 1947 کا بھارتیہ انڈیپینڈینس ایکٹ برطانوی پارلیمنٹ نے منظور کیا اور اس ایکٹ کے دفعہ 9 اور 19 کے ذریعے دیے گئے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے گورنر جنرل نے موافقت کے حکم کے ذریعے "ایوان پارلیمنٹ" کے الفاظ کے لیے "حکومتی قانون سازیہ" کے الفاظ کو تبدیل کیا اور اس طرح حکومتی قانون سازیہ کو اس سلسلے میں پارلیمنٹ کے اختیارات کا استعمال کرنے کے قابل بنایا۔ اسی وقت، گورنر جنرل نے موافقت کے ذریعے برٹش ایکٹ 1946، بھارت (مرکزی حکومت اور قانون سازیہ) ایکٹ 1946 میں دفعہ A-4 متعارف کرایا اور آئین ساز اسمبلی کو حکومتی قانون سازیہ کے اختیارات عطا کیے۔ اس طرح آئین ساز اسمبلی کو ایک قرارداد کی منظوری کے ذریعے دفعہ 4 میں طے شدہ مدت میں توسیع کرنے کا اختیار حاصل ہو گیا اور اس کے نتیجے میں 1946 کے ضروری رسد ایکٹ کی مدت میں توسیع کا اثر پڑا، کیونکہ اس ایکٹ کی دفعہ 1 (3) میں کہا گیا ہے کہ بھارت (مرکزی حکومت اور قانون سازیہ) ایکٹ 1946 کی دفعہ 4 میں مذکور مدت کے اختتام پر اس کا اثر ختم ہو جائے گا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and integrity of this document

اب دفعہ A-4 فراہم کرتا ہے کہ آئین ساز اسمبلی کو برطانوی ایکٹ کے تحت حکومتی قانون سازیہ کے اختیارات حاصل ہوں گے "جب تک کہ بھارتیہ آزادی ایکٹ، 1947 کے دفعہ 8 کے ذیلی دفعہ (1) کے تحت آئین ساز اسمبلی کے ذریعہ بنائے گئے قانون کے ذریعہ یا اس کے مطابق دیگر دفعات نہیں کی جاتی ہیں۔"

دفعہ 8 کے ذیلی دفعہ (1) کی طرف رخ کرتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ برطانوی پارلیمنٹ نے آئین ساز اسمبلی کو حکومتی قانون سازیہ کے تمام اختیارات "حکومت کے آئین کے بارے میں التزام کرنے کے مقصد سے" دیے تھے۔

اس اختیار کا استعمال کرتے ہوئے اس نے بھارتیہ آئین کو تیار کیا، لیکن ایسا کرتے ہوئے اس نے آئین کو دو قسطوں میں وجود میں لانے کا فیصلہ کیا اور اس نے آرٹیکل 394 کو نافذ کرکے اور اس میں یہ قانون سازی کرتے ہوئے کہ وہ آرٹیکل اور کچھ دیگر، بشمول آرٹیکل 379، "فوراً" نافذ ہونا چاہیے-جو کبھی 26 نومبر 1949 تھا- جبکہ باقی آرٹیکلز 26 جنوری 1950 کو نافذ ہونے والے تھے۔

اب آرٹیکل 379(1) یہ فراہم کرتا ہے کہ-

"جب تک اس آئین کی توضیعات کے تحت پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کو باضابطہ طور پر تشکیل نہیں دیا جاتا اور پہلے اجلاس کے لیے طلب نہیں کیا جاتا، اس آئین کے آغاز سے فوراپہلے ہندوستانی حکومت کی آئین ساز اسمبلی کے طور پر کام کرنے والا ادارہ عبوری پارلیمنٹ ہوگا اور اس آئین کی توضیعات کے ذریعے پارلیمنٹ کو دیے گئے تمام اختیارات کا استعمال کرے گا اور تمام فرائض انجام دے گا۔

اپیل کنندہ کی جانب سے یہ دلیل دی گئی کہ اس آرٹیکل کی وجہ سے آئین ساز اسمبلی 26 نومبر 1949 کو اور اس کے بعد قانون سازی کرنے والے ادارے کے طور پر غائب ہو گئی، اور یہ کہ اس کی جگہ عبوری پارلیمنٹ نے لی تھی جس کا حوالہ اس آرٹیکل میں دیا گیا تھا،

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and integrity of this document

اور 20 دسمبر 1949 کی قرارداد کے طور پر، یہ آئین ساز اسمبلی (قانون ساز) کی قرارداد ہے نہ کہ عبوری پارلیمنٹ کی، یہ ایک ایسے ادارے کی قرارداد ہے جسے اب قوانین بنانے یا ملک کے قوانین کو متاثر کرنے والی اس قسم کی قرارداد منظور کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

" فاضل اٹارنی جنرل دوسری طرف دلیل پیش کرتا ہے کہ ایوانِ اِلہ کے کام جاری رہتے ہوئے 25 جنوری، 1950 کی آخری گھڑی تک اپنے دوہرے فعل نوازی اور قانون سازی کے حقوق استعمال کرنے کا حق رکھتا رہا۔ ایک نئی دن کی شروعات ہوتے ہی، جب اس ملک کے لیے ایک نیا عہد آغاز ہوا، ایوانِ اِلہ کی وجود ختم ہوگئی اور اس کی جگہ موروثی پارلیمنٹ ہند نے لی۔ "

ہمیں اس نکتے کا فیصلہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ اگرچہ عبوری پارلیمنٹ کا 26 نومبر 1949 کو کام کرنے کا ارادہ تھا، اور 26 جنوری 1950 سے نہیں، یہ واضح ہے کہ آئین ساز اسمبلی کو "آئین کے آغاز" تک وجود میں رہنا تھا، جو کہ آرٹیکل 394 کے مطابق 26 جنوری 1950 ہے۔ نتیجتاً، انگریزی قانون کے ذریعہ ایک نامزد ادارے کے طور پر اس کو جو اختیار دیا گیا تھا، جیسا کہ گورنر جنرل نے اپنایا تھا، اسے 20 دسمبر 1949 کو درست طریقے سے استعمال کیا جا سکتا تھا، اور جب یہ منظور ہوا تو اس تاریخ کی قرارداد کا استعمال کیا گیا۔ عبوری پارلیمنٹ انگریزی قانون کے دفعہ 4 میں مذکور مدت میں توسیع کی منظوری کے خصوصی اختیار کو استعمال کرنے کا مجاز ادارہ نہیں تھا کیونکہ یہ "پارلیمنٹ کو اس آئین کے ذریعے دیے گئے اختیارات" میں سے ایک نہیں تھا، اور نہ ہی 26 نومبر 1949 کو عبوری پارلیمنٹ کو وجود میں لانا (یہ فرض کرتے ہوئے کہ معاملہ ہے) آئین ساز اسمبلی کی طرف سے انگریزی ایکٹ کے دفعہ A-4 کے معنی میں بنائے گئے دوسرے التزام کے طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد آئین ساز اسمبلی کو قرارداد کی تاریخ پر ان خصوصی طور پر نامزد کردہ اختیارات سے محروم نہیں کیا گیا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اگلا سوال یہ ہے کہ کیا آئین ساز اسمبلی کے پاس قانون سازیہ کے اس مخصوص حصے کی مدت 26 جنوری 1950 سے آگے بڑھانے کا اختیار تھا۔ سوال اس طرح پیش کیا گیا تھا۔ یہ تسلیم کیا گیا کہ ضروری رسد ایکٹ کو جائز طور پر 31 مارچ 1950 تک بڑھا دیا گیا تھا۔ اس قرارداد جس نے اس کے بعد ایک اور سال کے لیے اپنی عمر بڑھا دی تھی، 20 دسمبر 1949 کو منظور کی گئی تھی، لیکن یہ دلیل دی گئی تھی کہ یہ پچھلی توسیع کی میعاد ختم ہونے تک، یعنی یکم اپریل 1950 تک، نافذ نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس وقت تک آئین وجود میں آ چکا تھا اور اس لیے آرٹیکل 372 کی وضاحت III کی وجہ سے نہ تو آئین ساز اسمبلی اور نہ ہی عبوری پارلیمنٹ 31 مارچ 1950 کو اس کی میعاد ختم ہونے کے بعد عبوری ایکٹ کی مدت میں توسیع کر سکتی تھی۔ اس کے بعد آئین ساز اسمبلی، جس نے وقت سے پہلے توسیع کو نافذ کرنے کا ارادہ کیا تھا، توقع میں، وہ نہیں کر سکی جو آئین کہتا ہے کہ اس کے آغاز کے بعد نہیں کیا جا سکتا۔

اس دلیل میں کچھ بھی نہیں ہے۔ 20 دسمبر 1949 کی قرارداد فوری طور پر نافذ ہو گئی اور اس کا اثر انگریزی قانون کے دفعہ 4 میں مذکور مدت کی میعاد ختم ہونے کے لیے مقرر کردہ تاریخ کو 31 مارچ 1950 سے 31 مارچ 1951 تک تبدیل کرنا تھا۔ ضروری سپلائیز ایکٹ نے اپنی میعاد ختم ہونے کی تاریخ طے کی کیونکہ اوپر دفعہ 4 میں مذکور مدت کی میعاد ختم ہونے کی تاریخ طے کی گئی تھی۔ اس کے مطابق، یہ ایک ایسا قانون تھا جو 26 جنوری 1950 سے فوراً پہلے زندہ تھا، اور جو اس وقت 31 مارچ 1950 کو نہیں، بلکہ 31 مارچ 1951 کو ختم ہونا تھا، اور چونکہ یہ آئین کے آغاز سے فوراً پہلے نافذ قانون تھا، اس لیے یہ آرٹیکل 372(1) اور وضاحت III کی وجہ سے، اس کی میعاد ختم ہونے تک نافذ رہا۔

اس سے آئینی نکات ختم ہو جاتے ہیں۔ ہمارا ماننا ہے کہ ہر مادی وقت میں ایک ایسا ادارہ موجود تھا جو 31 مارچ 1951 تک اس قانون کی مدت میں توسیع کرنے کی اہلیت رکھتا تھا اور

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and integrity of this document

اس نے 20 دسمبر 1949 کو اپنی مدت میں توسیع کی۔ یہ قانون آئین کے بعد تک نافذ العمل رہا اور اسی وجہ سے جرائم کی تاریخ یعنی 24 اکتوبر 1950 کو ایک زندہ عمل تھا۔

اس کے بعد وکیل نے دوسری بنیادوں پر سزا پر چیلنج کرنے کی کوشش کی لیکن چونکہ اپیل کی اجازت آئینی نکات تک محدود تھی، اس لیے جہاں تک اس کا تعلق ہے، آگے بڑھنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ یقیناً، اس کے لیے یہ مجاز ہوتا کہ وہ دوسرے نکات پر اپیل کرنے کے لیے خصوصی اجازت کے لیے علیحدہ درخواست دائر کرے لیکن ایسا اس لیے کیا گیا ہوتا کہ یہ معمول کے مطابق ہوتا اور وہ معمول کے مطابق خصوصی اجازت حاصل کرنے کا پابند ہوتا۔ لہذا ہم نے دلیل کے اس حصے کو اپیل کے لیے خصوصی اجازت کے طور پر لیا۔ ہم نے اسے پوری طرح سنا اور رائے رکھتے ہیں کہ یہ بقیہ نکات وہ نہیں ہیں جن پر اپیل کرنے کی خصوصی اجازت دی جانی چاہیے۔ اس لیے ہم اس بے قاعدہ درخواست کو مسترد کرتے ہیں جس میں اس کی خوبیوں پر اپیل کرنے کے لیے خصوصی اجازت دی گئی ہے۔

آرٹیکل 132(1) کے تحت دائر اپیل بھی مسترد کر دی گئی ہے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

اپیل کنندہ کا ایجنٹ: ایس سی بنرجی۔

جواب دہندہ کے لیے ایجنٹ: پی کے بوس۔

مداخلت کرنے والے کے لیے ایجنٹ: جی۔ ایچ۔ راجادھیاکشا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document